(1) قارئین کرام! وہابی مناظر نے گستاخانہ عبارت کا جواب "مقابیس المجالس" کے ذریعے دینے کی کوشش کی، مقابیس المجالس کی حقیقت کیا ہے اس عنوان پر مناظر اسلام علامہ مفتی محمد حنیف قریشی صاحب ہی کا ایک مقالہ شامل تحریر کیا جاتا ہے۔

مقابیس المجالس کی اصلیت: مقابیس المجالس جس کا نام "اشارات فریدیہ" ہے یہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ چاچڑاں شریف کی تصنیف نہیں بلکہ یہ کتاب مولوی رکن الدین نے ترتیب دی ہے اور اس میں اس نے حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کو جمع کیا ہے۔ یہ کتاب روز اول سے ہی متنازعہ رہی ہے اور کسی دور میں اس کو مستند حیثیت حاصل نہ ہو سکی اس کی وجہ یہ ہے کہ معاندین حق و صداقت ابتداء ہی سے مذہب حق کے لباس میں ملبوس ہو کر خفیہ طریقے سے اپنے زہریلے جراثیم سے اہل حق کو ملوث کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں بدیں صورت ایک مرزائی مسمی غلام احمد اختر ساکن اوچ، دربار عالیہ فریدیہ پر اکثر حاضر ہوا کرتا، بظاہر سنی تھا لیکن درپردہ اس کو مرزائیوں کی طرف سے ایک اہم مشن سونپا گیا تھا۔ اس سی تمام مرزائی مولوی غلام احمد اختر کے چاچڑاں میں قیام سے چار سال پہلے مولوی رکن الدین حضرت بابا غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات جمع کرنے میں مصروف تھا۔ مرزائی غلام احمد اختر جو کہ انتہائی چالباز، ہوشیار اور جعلساز آدمی تھا نے مولوی رکن الدین کی دربار فریدی میں حیثیت دیکھی تو اس کو اپنے جال میں لانے کے لئے مرزائیوں کی طرف سے ملنے والی رقوم کا بے دریغ استعمال کیا۔ چنانچہ جب مولوی رکن الدین مکمل قابو میں آیا تو اس غلام احمد نے جعلی طور پر مرزا قادیانی سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کروا دیا۔ چنانچہ مقابیس المجالس جلد سوم مقبوس 17 پر یہ شہادت موجود ہے۔

مولوی رکن الدین لکھتا ہے: "اندریں اثنا اخوی صاحب مولوی غلام احمد اختر جواب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی که بفرمان حضور بعبارت عربی نوشته بود پیش حضور کرد حضور تمام مکتوب را مطالعه نمودند آنگاه فرمودند که بروئے مهرمن زده ارسال نمایند"۔ اسی اثنا میرے بھائی مولوی غلام احمد اختر نے مرزا غلام احمد قادیانی کا جواب جو کہ حضرت (خواجہ فرید) کے فرمان سے عربی زبان میں لکھا گیا تھا حضرت کے سامنے پیش کیا۔ حضور نے پورے خط کا مطالعہ فرمایا اور پھر فرمایا کہ اس پر میری مہر لگاؤ اور اس خط کو ارسال کر دو۔

مرزائیوں کا مشن اس وقت پورا ہوا جب مولوی غلام احمد اختر نے مقابیس المجالس کی تیسری جلد میں مرزا قادیانی کیلئے ایک خط لکھوایا اور اس میں مرزا قادیانی کے متعلق تعریفی کلمات درج کئے اور اس میں لکھوایا کہ مرزا قادیانی "من عباد الله الصالحین" ہے۔

پھر مولوی رکن الدین جلد ثالث میں لکھتا ہے: مولوی عبدالجبار و مولوی عبدالحق (جو کہ مشہور وہابی تھے) نے حضور کی خدمت میں چند خطوط بھیجے کہ حضور نے مرزا قادیانی کو من عباد الله الصالحین کیوں لکھا ہے تو خواجہ صاحب کی طرف سے جواباً تحریر کیا گیا کہ جس طرح میں مرزا صاحب کو نیک سمجھتا ہوں اسی طرح آپ صاحبان کو نیک تصور کرتا ہوں اگرچہ لوگ تمہیں وہابی کہتے ہیں۔

پھر یہی مولوی رکن الدین جلد چہارم مقبوس نمبر 60 (فارسی) پر حضرت خواجہ صاحب کی طرف ایک افتراء منسوب کرتا ہے: "کہ عیسیٰ علیہ السلام باقی انبیاء و اولیاء کی طرح مرفوع ہوئے ہیں"۔ یعنی وہ یہ بتانا چاہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وصال فرما کر دیگر انبیاء و اولیاء کی طرح مرفوع ہوئے ہیں۔ حالانکہ قرآن و حدیث کا ادنیٰ سا علم بھی رکھنے والا اس حقیقت کو جانتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمانوں پر موجود ہیں۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کے متعلق اس مرتب نے یہ ملفوظ کیوں لکھا۔؟ اس کا آسان سا جواب یہ ہے کہ چونکہ مرزائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شہادت کے قائل ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ وہ زندہ نہیں بلکہ وصال فرما گئے ہیں اور مسیح موعود مرزا (لعین) ہے تو چونکہ اس مرتب کا مقصد مرزا قادیانی کے دعویٰ کے اثبات کے لئے خواجہ صاحب کے تائیدی ملفوظات مہیا کرنا تھا لہذا اس

نے مذکورہ حرکت کی۔ حالانکہ حضرت خواجہ صاحب کا مرزا قادیانی کو "من عباد اللہ الصالحین" قرار دینا تو دور آپ اس کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے تھے۔

اس پر سب سے پہلی گواہی خود خواجہ صاحب کی اپنی تصنیف "فوائد فریدیہ" ہے آپ نے اس کتاب میں صفحہ 53 پر جہنمی اور مردود فرقوں کا ذکر کیا ہے جو کہ خود کو مسلمان کہلاتے ہیں حالانکہ وہ در حقیقت جہنمی ہیں ان جہنمی اور مردود فرقوں میں انہوں نے "احمدیہ مرزائیہ" فرقہ بھی ذکر کیا ہے۔ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص اپنی تصنیف میں ایک فرقے کو جہنمی اور مردود لکھے اور اپنے "ملفوظ" میں وہ اس فرقے کے بانی کو "من عباد اللہ الصالحین" قرار دے؟

اس کے علاوہ فوائد فریدیہ میں علامات قیامت کے عنوان کے تحت آپ لکھتے ہیں: جاننا چاہیئے کہ دجال پلید کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ظہور فرمائیں گے اس پلید کو قتل کریں گے اور تخت سلطنت پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیٹھیں گے آنحضرت ﷺ کے دین پر ہوں گے اور چالیس سال حکومت کریں گے۔ اب خود سوچیں! اپنی تصنیف میں جو شخص نزول عیسیٰ علیہ السلام کو علامات قیامت میں سے بڑی علامت قرار دے وہ اپنے ملفوظات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کی بابت کس طرح ارشاد فرما سکتے ہیں؟

اور پھر مرزائیوں نے اپنے اس کارنامے کے ذریعے بہت سارا فائدہ حاصل کر لیا۔ مقابیس المجالس کی اشاعت کے بعد مرزائیوں کی طرف سے حسب پروگرام خوب پروپیگنڈہ کیا گیا۔ مرزائیوں کی طرف سے "شہادات فریدی" کے نام سے رسالہ چھپا جس میں لوگوں کو ورغلانے کی خاطر یہ شوشہ چھوڑا گیا کہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب بھی مرزا قادیانی کے "تائیدی" ہیں چنانچہ مشہور "مقدمہ بہاولپور" کہ جس میں ایک مسلمان عورت نے دعویٰ کیا کہ اس کا خاوند مرزائی ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس کے ساتھ کئے گئے اس کے نکاح کو منسوخ کیا جائے چنانچہ "مقدمہ بہاولپور" میں ہے کہ:

"مدعا علیہ (قادیانی) کے گواہان نے ریاست ہذا کے لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے کے لئے حضرت خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ کہ جن کا نہ صرف ریاست بہاولپور کا ایک حصہ معتقد اور مرید ہے بلکہ جن کے سندھ، بلوچستان اور پنجاب میں بھی بکثرت مرید پائے جاتے ہیں کی ایک کتاب

"اشارات فریدیہ" (مقابیس المجالس) سے یہ دکھلایا ہے کہ ان کے نزدیک مرزا صاحب عقیدہ اہل سنت و جماعت اور ضروریات دین میں سے کسی چیز کے منکر نہیں پائے جاتے بلکہ خواجہ صاحب ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ اپنے تمام اوقات خدا تعالیٰ کی عبادت میں گزارتے ہیں اور حمایت دین پر کمر بستہ ہیں اور یہ کہ علمائے وقت تمام مذاہب باطلہ کو چھوڑ کر اس نیک آدمی کے پیچھے پڑ گئے ہیں جو کہ اہل سنت وجماعت میں سے ہے اور صراط مستقیم پر قائم ہے"۔

اس مقدمہ میں مدعا علیہ کی طرف سے پیش ہونے والے گواہان کون تھے۔

فیصلہ مقدمہ بہاولپور کے صفحہ 23 پر درج ہے :"مدعا علیہ (قادیانی) کی طرف سے دو گواہان مولوی جلال الدین صاحب شمس اور مولوی غلام احمد پیش ہوئے اور یہ دونوں گواہان قادیانی مبلغین میں سے ہیں"۔

آپ کچھ سمجھے !جی ہاں! یہ وہی مولوی غلام احمد ہے جس نے کمال ہوشیاری وفن کاری ومال گزاری سے مولوی رکن الدین سے "مقابیس المجالس" میں مرزا قادیانی کے متعلق تعریفی کلمات لکھوا لیے اور حسب ضرورت ان مقابیس کو عدالت میں اپنی تائید کے لئے پیش کرنے بطور قادیانی مبلغ خود ہی پہنچ گیا لیکن چونکہ جھوٹ اور فراڈ زیادہ دیر تک نہیں چل سکتا۔ اس لئے اس مقدمہ بہاولپور میں اس مسلمان عورت کی طرف سے ان "مقابیس المجالس" کا جواب خود مرزا قادیانی کی کتاب سے یوں دیا گیا کہ:

"مرزا صاحب کی اپنی تحریر کتاب "انجام آتھم" ص 69 پر پایا جاتا ہے کہ حضرت خواجہ صاحب بھی مرزا صاحب کے مکفر اور مکذب (کافر اور جھوٹا کہنے والے) ہو گئے تھے مرزا صاحب اس تحریر میں لکھتے ہیں: اب ہم ان مولوی صاحبان کے نام ذیل میں لکھتے ہیں کہ جن میں سے بعض تو اس عاجز کو کافر بھی کہتے ہیں اور مفتری بھی بعض کافر کہنے سے تو سکوت اختیار کرتے ہیں مگر مفتری اور مکذب اور دجال نام رکھتے ہیں بہر حال یہ تمام مکفرین اور مکذبین مباہلہ کے لئے بلائے گئے ہیں اور ان کے ساتھ وہ سجادہ نشین بھی ہیں جو میرے مکفر اور مکذب ہیں۔ اور ان کے ساتھ مرزا صاحب نے ہر دو گروہوں کی فہرستیں دی ہیں اس فہرست میں حضرت خواجہ غلام فرید چشتی چاچڑاں کا نام بھی درج ہے"۔

اب اس مقدمے میں اور خود مرزا صاحب کی کتاب "انجام آتھم" سے ظاہر ہے کہ حضرت خواجہ صاحب مرزا قادیانی کو کافر سمجھتے تھے اور کتاب انجام آتھم مرزا نے 1315ھ 1897ء میں تحریر کی اور "مقابیس المجالس" کی تکمیل 1319ھ 1901ء میں کی گئی جیسا کہ اس کے مقابیس پر درج تاریخ سے پتہ چلتا ہے تو ایک شخص جو کہ مرزا قادیانی کو کافر قرار دے اور اس کا اعتراف خود مرزا کر رہا ہے تو خود ہی مرزا کو کافر کہنے والا شخص اس کو "من عباد اللہ الصالحین" اور صراط مستقیم پر گامزن اور اہل سنت وجماعت کیسے قرار دے سکتا ہے؟

اور پھر مرزا قادیانی جس شخص کے بارے میں 1897 میں اعتراف کر رہا ہے کہ خواجہ غلام فرید میرا مکفر اور مکذب ہے تو کتاب مقابیس المجالس میں خواجہ صاحب کے 1901ء تک کے ملفوظات کو جمع کیا گیا ہے جبکہ حیرت ہے کہ اس کتاب میں مرزا قادیانی کی اس تکفیر کا ذکر تک نہیں؟ اور یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ مقابیس کا "مرتب" در پردہ مرزائیوں کا نمک خوار تھا اس لئے وہ اس تکفیر کو مقابیس میں کب شامل کر سکتا تھا۔ اب جبکہ اس مقابیس المجالس کا مرتب بیاؤ، خائن اور غدار دین ٹھہرا تو اس کے مرتب کردہ ملفوظات پر کوئی اعتبار نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی ان کو کلیتہً خواجہ صاحب سے منسوب کیا جاسکتا ہے اس لئے کہ ان ملفوظات کو دیکھا جائے تو اس میں ایسے ایسے رطب و یابس ہیں کہ الامان والحفیظ۔

مقابیس المجالس کے خواجہ صاحب کے ملفوظات نہ ہونے پر ایک شاہد یہ بھی ہے کہ خواجہ صاحب کی کتاب "فوائد فریدیہ" میں جہاں باطل، جہنمی اور مردود فرقوں کی فہرست دی گئی ہے وہاں 63 ویں نمبر پر "فرقہ وہابیہ" کو ذکر کیا گیا ہے۔

فہرست کے بعد خواجہ صاحب لکھتے ہیں: "لیکن باطل مذاہب میں سے چار بہت ہی عام ہیں:

1۔ رافضیہ 2۔ خارجیہ 3۔ وہابیہ جو کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ حتی کہ حضور اکرم ﷺ بھی وفات کے بعد قبر شریف میں زندہ نہیں ہیں۔ نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ قبروں کے نزدیک دعا مانگنے والا کافر ہے۔

4۔ معتزلہ"۔ (فوائد فریدیہ صفحہ 55)

اپنی تصنیف میں خواجہ صاحب نے واضح طور پر وہابیہ کو جہنمی اور مردود و باطل فرقہ لکھا ہے اور ان کے عقائد میں سے ان کے جد اعلیٰ شاہ اسماعیل دہلوی اور ابن عبدالوہاب نجدی کے "مماث" کے نظریہ کو بھی بیان کردیا۔ اب مقابیس المجالس کے مرتب مولوی رکن الدین کے افتراء کو ملاحظہ کریں:
مقبوس نمبر 85 جلد چہارم میں نذیر حسین دہلوی امام غیر مقلدین ووہابیین کے متعلق خواجہ صاحب سے منسوب ایک ملفوظ ذکر کرتا ہے:

"اس کے بعد مولوی نذیر حسین محدث دہلوی کا ذکر ہونے لگا قطب الموحدین حضرت خواجہ محمد بخش نے عرض کیا حضور لوگ مولوی نذیر حسین دہلوی کو غیر مقلد اور وہابی کہتے ہیں وہ کیسے آدمی تھے؟ آپ نے فرمایا کہ سبحان اللہ وہ تو ایک صحابی معلوم ہوتے ہیں آپ نے فرمایا کہ کسی شخص کی عظمت کیلئے یہی کافی دلیل ہے کہ دنیا میں اس کی مانند کوئی نہ ہو۔ چنانچہ آج کل کے زمانے میں علم حدیث میں ان کا کوئی نظیر نہیں"۔

قارئین! خود اندازہ لگائیں جو شخص اپنی تصنیف میں 1894ء میں ایک فرقے کو جہنمی قرار دے رہا ہو وہ ملفوظات میں اس کے "بانی" کو صحابی معلوم ہوتے ہیں، جیسا قول بدتر از بول کیسے کرسکتا ہے؟۔ پھر اسی مقبوس میں نیچریوں کے امام سید احمد خان کہ جن کی گمراہی پر تمام مسالک کے علماء متفق ہیں کے متعلق مرتب آپ کا ملفوظ لکھتا ہے: "نواب قیصر خان تمکی نے عرض کیا کہ قبلہ سید احمد خان نیچری کس قسم کا آدمی تھا؟ آپ نے فرمایا نہایت ہی اچھے آدمی تھے اور ان کے چہرے سے برکت ٹپکتی تھی، ان کا اسلام کے کسی فرقے سے اختلاف نہیں تھا۔ رسول خدا ﷺ کی محبت ان کی رگ رگ میں سرایت کرچکی تھی"۔

ایسا شخص کہ جس کی گمراہی پورے ہندوستان میں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ جس کے نظریات پر پورے ہندوستان کے علماء گمراہی اور کفر کا فتوٰی دے چکے ہوں، جو ایک نئے فرقہ "نیچری" کا بانی ہو اس کے متعلق خواجہ صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کا تعلق کسی فرقے سے نہ تھا، ان کے چہرے سے برکت ٹپکتی تھی، رگ رگ میں حضور ﷺ کی محبت سرایت کرچکی تھی۔ کیا یہ کھلی جہالت نہیں؟ یقیناً یہ خواجہ

صاحب ﷺ جیسے عظیم المرتبت شخص کا ملفوظ نہیں بلکہ مولوی رکن الدین کا خواجہ صاحب پر افتراء ہے۔

اگرچہ "مقابیس المجالس" کے مترجم الحاج کپتان واحد بخش سیال صاحب نے مولوی رکن دین کو بچانے کی خاطر بے سروپا تاویلیں ضرور کی ہیں اور یہ صاحب بھی دیوبندی وہابی ذہن رکھنے والے ہیں۔ ملفوظات میں موجود مرزا قادیانی کی تعریف والے ملفوظ کو مولوی غلام احمد اختر کی شرارت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسنے یہ مکاتیب اپنی طرف سے لکھے تھے لیکن یہ سوال بدستور قائم ہے کہ ایک مرزائی کی اتنی بڑی جسارت مرتب کے ملوث ہوئے بغیر کیونکر ممکن ہو سکتی ہے؟ اور واحد بخش سیال صاحب بھی جرد مرد قسم کے آدمی ہیں جو جگہ جگہ اکابرین وہابیہ کے لئے "رحمہ اللہ" جیسے دعائیہ جملے لکھ رہے ہیں اور ان کی ایک اور کتاب "وحدۃ الوجود و وحدۃ الشہود" ہے اس میں بھی کئی جگہ پر انہوں نے شاہ اسماعیل اور دیگر وہابیہ کے لئے شہید اور رحمۃ اللہ جیسے دعائیہ جملے لکھے ہیں۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کپتان صاحب بھی دیوبندی اور وہابی سوچ رکھنے والے ہیں۔ اسی طرح کتاب مقابیس المجالس کے صفحہ 352 پر دیوبندی اکابرین، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی وغیرہم کے لئے تعریفی کلمات لکھے گئے اور انہیں اہل طریقت قرار دیتے ہوئے انگریز کے خلاف مجاہد قرار دیا گیا اور ان کے ناموں کے ساتھ "رحمہ اللہ" جیسے دعائیہ جملے لکھے گئے ہیں، یہ مقبوس 1314ھ 1894ء کا ہے اور اس میں یہ بتایا جارہا ہے کہ خواجہ صاحب دیوبندیوں کو مسلمان سمجھتے تھے اور انہیں اہل طریقت سمجھتے ہوئے ان کی عزت کرتے تھے۔

حالانکہ تاریخی "مناظرہ بہاولپور" جو کہ حضرت علامہ غلام دستگیر قصوری اور خلیل احمد انبیٹھوی کے درمیان 1306ھ میں منعقد ہوا اس کے فیصل اور حکم حضرت خواجہ غلام فرید صاحب تھے اس مناظرے میں خواجہ صاحب نے غلام دستگیر قصوری صاحب کو فاتح قرار دیا اور دیوبندیوں کو وہابی قرار دے کر گستاخ اور جہنمی قرار دیا۔ اس مناظرہ میں فیصلہ کن شکست کے بعد خلیل احمد انبیٹھوی کو ریاست بہاولپور سے والیٔ ریاست نے نکال دیا۔ اور اس مناظرہ کی روئیداد علامہ غلام دستگیر قصوری نے "تقدیس الوکیل" کے نام سے 1307 میں لکھی اور اس پر حرمین کے جید علماء سے تقاریظ حاصل

گیں۔ اب جبکہ 1306ھ میں خواجہ صاحب دیوبندیوں کو گستاخ قرار دے چکے ہیں تو پھر 1314ھ میں وہ اسی فرقے کے بانیوں کو کس طرح اہل طریقت اور سنی قرار دے سکتے ہیں۔؟ یہ واضح اور بین تضاد ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ "مقابیس المجالس" ملفوظات نہیں بلکہ منسوبات ہیں۔

اب جبکہ قارئین کے علم میں ہے کہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سید احمد خان، نذیر حسین دہلوی کی تکفیر کی ہے اور کتاب "مقابیس المجالس" میں ان دونوں کو ولایت کے درجے سے بھی اونچا اٹھایا گیا ہے اور یہ ساری کارستانی اس کتاب کے مرتب کی ہے تو ایسے مرتب کردہ ملفوظات جو محض "منسوبات" ہیں وہ کسی مناظرے میں مسلک اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف کیونکر حجت ہو سکتے ہیں؟۔

حقیقت تو یہ ہے کہ مقابیس المجالس اپنے مرتب کی جہالت و خیانت کا منہ بولتا ثبوت ہے اور یہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم المرتبت ہستی کے ملفوظات ہرگز نہیں ہو سکتے بلکہ اس کتاب کو خیانتوں، جہالتوں، شرارتوں کا مجموعہ قرار دیں تو بے جا نہ ہوگا۔ ہمیں اس حقیقت سے انکار نہیں کہ شاید کچھ باتیں مرتب نے حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی سنی ہوں لیکن بہت کچھ رطب و یابس اپنی طرف سے ملایا ہو۔

اس سلسلے میں ہم یہی موقف دھراتے ہیں کہ اس "مقابیس المجالس" میں حضرت خواجہ صاحب سے منسوب ملفوظات میں سے وہ ملفوظات کہ جو واقعتاً قرآن و حدیث و مسلک اکابرین امت کے عین مطابق ہیں ان کو خواجہ صاحب کے ملفوظات قرار دینا تو قرین قیاس ہو سکتا ہے اور جن میں جہالتیں اور خباثتیں ظاہر ہیں وہ خواجہ صاحب کے ملفوظات ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتے بلکہ کسی نامرزائی ایجنٹ کی تحریف وخباثت کے آئینہ دار ہیں۔

شاید کچھ طبیعتوں پر میرا یہ جملہ گراں گزرے لیکن اس پر کئی شواہد پیش کیے جا سکتے ہیں۔

شاہد نمبر1: مقبوس نمبر 62 جلد چہارم میں ایک ملفوظ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ: امام مالک کے نزدیک کتے کا گوشت حلال ہے۔ پھر ایک واقعہ بیان کیا کہ شیخ ابو عبد اللہ خفیف سفر کے دوران راستہ بھول گئے اور صحرا میں کچھ کھانے کو نہ ملا تو انہوں نے دعا کی اے اللہ ہمیں

شکار عطا فرما، اتنے میں ایک کتا نمودار ہوا تو انہوں نے کتے کو ذبح کیا اور امام مالک کے مذہب کے مطابق اس کے ٹکڑے کر کے آپس میں بانٹ لئے اور کتے کا سر حضرت ابو عبداللہ کے حصے میں آیا سب لوگوں نے مجبور ہو کر کتے کا گوشت کھایا"۔

اب اس ملفوظ پر حاشیہ آرائی کی ہر چند ضرورت نہیں ہے کیا خواجہ صاحب جیسا علوم ظاہری و باطنی کا عالم ایسی ہلکی بات کر سکتا ہے؟۔ اور پھر حضرت ابو عبداللہ اللہ کے ولی تھے جب انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ شکار بھیج تو کیا اللہ نے اپنے ولی کی دعا پر کتے جیسا نجس جانور بھیجا؟ اس کے پاس حلال جانوروں کی کمی تھی؟ اور پھر فقہ مالکی میں کس جگہ لکھا ہے کہ کتا حلال ہے؟ ایک ضعیف قول بھی اس پر موجود نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ اسی مرزائی نواز مرتب کی کارستانی ہے اس کو معلوم تھا کہ کپتان واحد بخش سیال جیسے اندھی عقیدت والے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کے سامنے پیروں کا نام دے کر کتا بھی حلال کر دیا جائے تو وہ اس کو بھی کوئی راز ہی سمجھتے رہتے ہیں۔ اسی طرح کی اندھی عقیدت نے اسلامی تصوف اور حقیقی لوگوں کو بھی بدنام کیا ورنہ کپتان صاحب کو مقابیس المجالس کے مقدمہ میں مولوی رکن دین کے حوالے سے اتنا تکلف کرنے کی کیا ضرورت تھی اور انہوں نے اس شخص کو بچانے کیلئے مقبوس نمبر 60 کا ترجمہ بھی اس کی فارسی عبارت کے مطابق نہیں کیا۔ حالانکہ اس مقبوس کی غلطی کی طرف حضرت علامہ غلام جہانیاں میتلی رحمہ اللہ اپنی کتاب "ارشاد فرید الزمان متعلق بمرزا قادیان" میں کپتان صاحب سے بہت عرصہ پہلے نشاندہی کر چکے ہیں اور انہوں نے اس غلطی پر گرفت بھی کی تھی اور انہوں نے بھی اپنی تصنیف میں دوٹوک انداز سے مولوی رکن دین کے مرزائی نواز ہونے کا اعلان کر دیا تھا اور اس میں دوٹوک انداز سے لکھا گیا ہے کہ خواجہ صاحب کی اولاد بھی مولوی رکن دین کی خباثت ظاہر ہونے کے بعد اس سے بری ہو گئی تھی۔

چنانچہ آپ لکھتے ہیں: "مولانا فاضل اجل سراج احمد صاحب ساکن مکھن بیلہ و میاں الٰہ بخش صاحب خلیفہ ساکن چاچڑاں نے بطور شہادت بیان کیا کہ حضرت غریب نواز شیخ المشائخ قطب مدار زماں خواجہ محمد بخش صاحب نازک کریم نے بوقت ملاحظہ "اشارات فریدی" (مقابیس المجالس) ارشاد فرمایا تھا۔

"میاں رکن دین نے ملفوظ شریف جمع کر کے اپنی نجات کا اچھا سامان کیا تھا مگر مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق اور دیگر جو اقتراعات درج کیے ہیں اپنی محنت رائیگاں کی ہے اور آخرت بھی خراب کی ہے"۔

کپتان صاحب کیلئے حضرت خواجہ قطب مدار کے اسنئے جملے کافی تھے کہ مولوی رکن دین نے آخرت خراب کر لی ہے پھر نجانے کپتان صاحب کو ان مقابیس، جن میں رطب ویابس جمع ہے کا ترجمہ کر کے کن سے نوافل کا ثواب حاصل ہوا ہے؟ اور پھر موصوف نے مقابیس کا ترجمہ کرتے ہوئے مرزا کے متعلق تمام ملفوظات کو مجموعے سے نکال دیا ہے اگر انھیں اپنی ذمہ داری کا احساس ہوتا تو آنجناب وہ ملفوظات بھی حذف کر دیتے جن میں سراسر غیر شرعی باتیں اور گستاخیاں موجود ہیں جو کسی صورت میں خواجہ صاحب کے شایان شان نہیں ہیں جبکہ مرزائیوں کی طرح اہل سنت کے دیگر مخالفین ان کو بطور ہتھیار عقیدہ حقہ کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔

حالانکہ مقدمہ بہاولپور سے ہی "مقابیس المجالس" کے غیر معتبر اور اقترائی ہونے کا معاملہ آشکار ہو چکا تھا پھر ایسی کتاب جو خود صاحب ملفوظات کے خلاف استعمال نہ ہو سکتی ہو وہ مسلک اعلیحضرت کے خلاف کس طرح استعمال ہو سکتی ہے اور پھر مولوی رکن دین جو کہ خواجہ صاحب کے ملفوظات جمع کر رہا تھا 1310ھ سے 1319ھ تک اس نے 382 مقابیس پانچ جلدوں میں جمع کیے، جہاں اس نے ہر طرح کا رطب ویابس جمع کیا وہاں پورے تین صد بیاسی مقابیس میں کسی ایک مقبوس میں بھی حضرت خواجہ صاحب کی کتاب "فوائد فریدیہ" کا تذکرہ تک نہیں۔ عادی طور پر ممکن ہی نہیں کہ اتنے سالوں میں صاحب ملفوظ کی تصنیف کا تذکرہ ہی نہ ہو۔ اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ فوائد فریدیہ میں 1896 میں حضرت خواجہ صاحب نے مرزائیوں اور وہابیوں کو جہنمی فرقہ قرار دیا تھا اور مولوی رکن الدین مرزائیوں کا ایجنٹ اور وہابیوں سے متاثر شخص تھا اس لئے اس نے خواجہ صاحب کی اس تصنیف اور مندرجات کا ذکر تک نہ کیا تاکہ کہیں اس کے اثر و رسوخ حضرات ناراض نہ ہو جائیں۔

حرف آخر کے طور پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ مقابیس المجالس کو گہری نظر سے پڑھنے کے بعد یہی سمجھا جا سکتا ہے کہ در حقیقت یہ شخص خواجہ صاحب کی شخصیت کو متاثر کرنے کی خاطر ہر طرح کا رطب یابس ان کے نام منسوب کر کے لکھتا رہا۔

لہذا کتاب مقابیس المجالس کے مندرجات نہ تو خواجہ غلام فرید صاحب کی قطعی نمائندگی کرتے ہیں اور نہ ہی مسلک احمد رضا بریلوی کے خلاف کوئی حیثیت رکھتے ہیں۔

تحقیق

ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی

بیانات مولوی خلیل احمد انبیٹھوی سہارنپوری کی کتاب ہدایت الرشید میں جو [illegible]
علماء عرب [illegible] تقریظ لکھی مگر تقریظ [illegible]
کسے حب
سے لکھی کتاب [illegible] صفحہ ۱۹۹ [illegible]

اعلمت وانت اعلم بمعنی انت المقدم وانت المؤخر لا الہ الا انت

تصدیق

از جناب قدسی مآب فیض مآب قدوۃ الواصلین زبدۃ العارفین عارج معارج اسرار
ولایت ناہج مناہج انوار ہدایت آموزگار تلقین و تسلیم مرشد صراط مستقیم
پیشوائے اصحاب طریقت مقتدائے ارباب حقیقت مرفع منازل الموقنین
قافلہ سالار مراحل حق الیقین مجاز شناس حقیقت دان خلوت پسند جلوت
بیان جرعہ نوش وحدت الوجود والتجرید شیخنا شیخ غلام فرید صاحب
سلمہ اللہ اللطیف سجادہ نشین چاچڑاں شریف دامت برکاتہ

یہ کتاب جو مولوی صاحب فاضل کامل مولوی خلیل احمد صاحب نے رد فرقہ ضالہ مضلہ [illegible]
میں تصنیف فرمائی ہے نہایت مضامین عالیہ سے مملو ہے اور مطابق ملت قدسیہ اہل سنت و جماعت
کے ہے میں بعد مطالعہ اس کتاب کے تصدیق کرتا ہوں کہ جو جو مولوی صاحب نے لکھا ہے

فی الاصل صحیح اور درست ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

خاکپائے فقرا غلام فرید چشتی حنفی عفی عنہ بقلم خود

خواجہ نظام فرید جن کو عطاء اللہ شاہ بخاری بھی "اپنا" مانتے ہیں (سوانح حیات ص ۲۰۳، تجلیات صفحہ ۱، ۵۲۸)

ان سے بریلویت کا تشخص کیونکر ہو سکتا ہے؟

کسی کے متعلق حسن ظن سے صالح وغیرہ کہنا اور بات ہے مگر اپنا پیر مان لینا اور بات ہے، پوری تحقیق کے بعد ہی کسی کو اپنا شیخ اور پیر بنایا جاتا ہے پیر ماننے سے پیر کی ہر بات کی ذمہ داری مرید پر بھی آ پڑتی ہے۔

تمہارے امیر شریعت بخاری نے پیر مہر علی شاہ کو پیر مانا تو پیر صاحب موصوف کے مشائخ سلسلہ کی باتوں کی ذمہ داری امیر شریعت اور اس کے ماننے والوں پر لازم آتی ہے (حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب کو اپنا پیر ماننے کے بعد سیال شریف اور تونسہ شریف کے آستانے تو خود بخود ہی ماننے پڑ جاتے ہیں)۔ اسی امیر شریعت بخاری نے اپنی طرف سے حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کو بھی دل سے پیر مانا مگر میاں صاحب نے اس کو اپنا مرید نہ مانا (حیات امیر شریعت، ص ۲۲۷۔۲۲۸، بحوالہ علماء دیوبند اور مشائخ پنجاب، ص ۵۳)۔ یوں ہی خواجہ غلام فرید کو جب امیر شریعت نے پیر ومرشد (خواجہ) مان لیا تو ان کی باتوں کی ذمہ داری امیر شریعت صاحب اور اس کے پیروکاروں پر لازم ہوئی (اور دیوبندیوں کے نزدیک خواجہ غلام فرید کو برا کہنے والا یزید پلید ہے) یاد رہے کہ مقدمہ بہاولپور کے ایام میں مقابیس المجالس اور فوائد فریدیہ کو کھنگالا گیا تھا تو امیر شریعت بخاری کی پارٹی ان سے کیونکر بے خبر رہ سکتی ہے جب کہ مقدمہ میں بھی یہی لوگ تھے۔ دیوان فرید کا شارح مولوی عزیز الرحمن عزیز دیوبندی تھا اور مولوی خلیل احمد سہارنپوری کا مرید تھا (دیوان فرید مع شرح، ص ۹، طبع اول۔ بحوالہ فتوحات فریدیہ، ص ۹؛ علمائے دیوبند اور مشائخ پنجاب، ص ۵۵) فوائد فریدیہ کے متعلق مولوی عبدالرشید تلاوت دیوبندی نے لکھا کہ: "حضور عقائد و اعمال کے لحاظ سے پکے اہل سنت والجماعت تھے اور جو اعتقادات اہل سنت والجماعت کے ان کی معتمد کتابوں میں مسطور ہیں وہی معتقد حضور کے تھے۔ اس سلسلے میں حضور نے ایک رسالہ بھی تحریر فرمایا تھا جس کا نام نامی فوائد فریدیہ ہے۔ اس کے جستہ جستہ اقتباسات ضروری مقامات سے یہاں دیے جاتے ہیں"۔ (مقدمہ دیوان فرید از تلاوت، طبع اول ۱۹۴۴ء، بحوالہ فتوحات فریدیہ، ص ۵۸) مقابیس المجالس کے جامع مولوی رکن دین (مرزئی نواز) کا حامی اور مترجم واحد بخش سیال کا پیر ذوقی شاہ، رشید احمد گنگوہی کا روحانی مرید و خلیفہ تھا (ماہنامہ الرشید، دارالعلوم دیوبند نمبر، ص ۷۷۸۔۷۷۹)۔ دیوبندی مولوی لال حسین اختر نے کتاب لکھی: "خواجہ غلام فرید عارف ربانی اور مرزا غلام احمد قادیانی" (ماہنامہ الرشید، دارالعلوم دیوبند نمبر، ص ۶۸۱، مضمون از یوسف لدھیانوی)۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے رد شیعہ میں کتاب ہدایت الرشید لکھی جس پر خواجہ غلام فرید نے تقریظ لکھی، خواجہ صاحب کا نام دو سطروں میں القاب کے ساتھ لکھ کر کتاب پر تقریظ شائع کی (یہ کتاب اس وقت میرے پاس نہیں ورنہ میں وہ القاب

بھی فعل کرتا) جامعہ عباسیہ بہاولپور میں اپنی حیثیت بڑھانے کے لئے دیوبندی علماء خواجہ غلام فرید کے نظریات پر ورک کر کے اور خواجہ صاحب کی مدح سرائی کر کے خواجہ صاحب کے مرید، نواب ریاست بہاولپور کا قرب تلاش کرتے تھے تاکہ اس سے جامعہ عباسیہ سے تعلق برقرار رکھا جا سکے اور دیوبندیت کا پرچار بھی ہوتا رہے اور پیٹ کا دھندا بھی چلتا رہے پھر بالفرض امیر شریعت کو اور کچھ پتہ نہ بھی چل سکا ہو تاہم یہ تو سب کو پتہ ہے کہ مشائخ پنجاب بزرگانِ دین کے معمولات پر عمل پیرا تھے تو کونسا دیوبندی وہابی ایسا ہے جو بزرگان دین کے معمولات کو بدعت و شرک نہیں کہتا؟ پھر بزرگان دین کے معمولات پر عمل پیرا مشائخ پنجاب میں سے بعض کو اپنا پیر ماننا امیر شریعت عطاء اللہ بخاری کا ایسا فعل ہے جس سے دیوبندیت ذبح ہو جاتی ہے۔ عبارات تو کتابوں میں مخفی ہوتی ہیں مگر معمولات (مزار بنانا، گیارھویں کرنا، عرس کرنا) تو چاردانگ عالم میں اظہر من الشمس ہوتے ہیں، علمائے دیوبند کی گستاخانہ عبارات پر مطلع نہ ہونے والوں نے حسن ظن کا مظاہرہ کیا، اس حسن ظن پر دیوبندیوں کی زبان سے نکلنے والے تعریفی کلمات کا قیاس نہیں ہوسکتا کیونکہ مشائخ کرام کے وہ معمولات جن کو دیوبندی بدعت و شرک کہتے ہیں وہ مخفی نہیں بلکہ ہر ایک پر ظاہر ہوتے ہیں تو ایسے میں ان مشائخ کے پاس دیوبندی مولویوں کا خوشامد کرنے جانا، ان کی منقبت لکھنا، ان سے کمر پر ہاتھ پھروانا، ان کو دعوت دے کر استقبال کرنا اور اپنی نشست پر بیٹھنے کی آفر کرنا، تلقین اور دعا کی درخواست کرنا محض دھوکہ دہی تھا، یہ منافقانہ طور پر بظاہر ہم عقیدگی اور عقیدت مندی ظاہر کرنا اور ان کے حسن ظن سے فائدہ اٹھانا تھا تاکہ وہ مشائخ اور ان کے متوسلین چندہ دیں، وعظ پر بلائیں، فتوے منگائیں، خطاب علم بھیجیں۔ اور وہ مشائخ ان کے لوگوں کی درخواست پر قید سے بری ہونے کے لئے ٹوپی اور دعا دیتے، کمر پر ہاتھ پھیر دیتے ان دیوبندیوں سے پوچھا جائے کہ جناب کے نزدیک جب وہ مشائخ کرام مشرک اور بدعتی ہیں تو کیا مشرک و بدعتی بھی بابرکت ہوتے ہیں اور کیا ان سے بھی دعا ئے برکت کرائی جاتی ہے؟ یہ دیوبندی اپنا مذہب ذبح کر کے بظاہر سنی بن کر ظاہر پر حکم جاری کرنے والے مشائخ کو بزعم خویش دھوکا دیتے رہے۔ اور منافقت کی تاریخ رقم ہوتی رہی۔ حضرات مشائخ و علمائے کرام کے حسن ظن سے علماء دیوبند کا یہ منافقانہ گھناؤنا کھیل دیکھ کر آیت (یخادعون اللہ والذین امنوا) یاد آجاتی ہے۔

مطبوعات نادیۃ الادب الاسلامی — (۸)

سواطع الالہام

ترجمہ و [illegible]

از حضرۃ ابا بوشر بحر مدظلہ العالی

ناشر

مکتبہ نادیۃ الادب الاسلامی پاکستان

کچہری روڈ - ملتان شہر

گنجِ عشقِ چشت پاپتن پدید
شعلهٔ آتش خواجه غلام فرید

هرکه از عشقِ غمش چشید
دید رندی که چیست خواجه فرید

مرغِ دلم ز آشیان بپرید
نغمهٔ فریاد چون بشنید

زمرهٔ عاشقانِ پاک شد
شاهدِ عاشقانِ بزمِ جدید

هر که سوی منزل است روان

کی آن جا رسید و کس نرسید

خواجه در ذات آنچنان پیوست

هیچ آن ذات زو جدا نبدید

خواجه را داند آن حبیب که او

غیر عشق ذات پاک چشید

دیگران پخته کار و خواجه ما

جامه عشق پاره پاره درید

هر چشم شد رخت پای را

خاک پای غلام خواجه شده

حسرتے از دلِ ندیمش نہ رفت
کہ نصیبش نہ شد نگاہِ فرید
ہر کہ بد گفت خواجۂ ما را
ہست او بے گماں یزیدِ پلید

○

شانِ ورود —— اس کے متعلق خود فرمایا ——!

"ربیع الاول ۱۳۶۵ھ ۔ فروری ۱۹۴۶ء کا واقعہ ہے ۔ الیکشن کے بعد ملتان ڈویژن کا دورہ تھا ۔ بہاولپور میں منشی محمد حسن چغتائی کے مکان میں بیٹھا ہوا تھا ۔ کہ خواجہ [illegible] کا [illegible] ذہن خیال آیا ۔ تو دماغ میں ایک مصرع بھی آ گیا کہ ؎

مرغِ فکرم ز دستِ [illegible] بپرید

پھر نماز پڑھ کر فارغ ہوا تو بیٹھ گیا ۔ اور پلنگ پر بیٹھے بیٹھے یہ ساری نظم لکھ دی ۔"

● —— اس دورے سے واپسی پر آپ جالندھر سے فارغ ہو کر وفاداری مشن کی آمد کی وجہ سے جماعتی نظم کے مطابق دہلی پہنچے ۔ اور تقریباً ڈیڑھ ماہ قیام فرما کر واپس گھر تشریف لے گئے تو ایک روز نواب [illegible] خان ناظم [illegible] کا [illegible] اور [illegible] جب [illegible]

حضرت مدظلہ نے یہ نظم سنائی، خانصاحب نے سن کر بیت داد دی، اور خود بھی اسی وقت سے فکرِ سخن میں مشغول ہو کر شام کو واپس لاہور چلے گئے۔ دوسرے ہی روز خط میں اسی انداز کی ایک نظم ارسال کر دی، قارئین کی ضیافتِ طبع کے لیے خانصاحب کا مکتوب مع غزل درج ذیل ہے:

احاطہ آتش لاہور
۴/۷/۴۶ء

محترم شاہ جی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

طالب خیریت بخیریت، آج درخواست واپس لے لی ہے اور آج شام کی گاڑی سے گھر جا رہا ہوں۔ آپ نے جو نظم سنائی، اس پر کچھ ابیات نظم ہو گئے ہیں۔ ایک بات اور عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس میں ایک شعر تھا:

دیگراں عجب چی کنند و خواجۂ ما
دامن ہوش پارہ پارہ درید

پہلا مصرع وزن کے اعتبار سے صحیح نہیں، اگر یوں ہو جائے تو معانی اور مطالب میں ترمیم بھی نہ ہو گی اور درست بھی ہو جائے گا:

دیگراں عجب کار و خواجۂ ما
دامن ہوش پارہ پارہ درید

منظوم

قصۂ ما چو آن رفیقاں بشنید — از زبان نوید مع قند ملی
بود ہر دو تا پریشاں ماند — نغز مستاں عاشق بشنید
دل شدہ اے جان بے تابی — مضطرب گشت و بطرز دمید
اشک آئینہ دار سوز فغاں — دانہ دانہ ز چشم من چکید
فیض کلک بندۂ شاہ ست گر — لالہا در زمین شعر دمید
لالہا ریزد و دشت ہرزہ — خار غم در دل حزیں خلید

بے خبر گشت شاہ از دو جہاں
جرعۂ از مئے تمنا چشید

تجلیاتِ صفدر

جلد اول

مناظرِ اسلام ترجمانِ اہلسنت وکیلِ احناف

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

ترتیب تسہیل وتصحیح

مولانا نعیم احمد

مدرس: جامعہ خیر المدارس ملتان شہر

مکتبہ امدادیہ

ملتان - پاکستان فون ۵۴۴۹۶۵

ماتم کرتے ہو۔ اللہ کی قسم روتے پھرو، تم بہت روؤ اور تھوڑا ہنسو۔ (اخبار و آثار ص ۸۰۵) سیدہ زینب کی یہ دعا ان کے حق میں ایسی قبول ہوئی کہ نہ صرف قیامت تک بلکہ قیامت کے بعد تک بھی رونا پیٹنا، ماتم اور سینہ کوبی ہی ان کا مقدر بن گیا۔

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ کا موقف

اپنے پیر کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

ہر کہ بد گفت خواجہ ما را
ہست او بیگماں یزید پلید

(سواطع الالہام ص ۴۰)

ایک عدالتی بیان میں آپ نے فرمایا کہ "کوئی مسلمان اپنے آپ کو یزید نہیں کہہ سکتا۔" (مقدمات امیر شریعت ص ۲۵۷)

ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ سے کہا سید کوئی بھی ہو، اندر سے آدھا شیعہ ہوتا ہے۔ شاہ جی نے قہقہہ لگایا۔ پھر فرمایا مگر تمہیں یہ معلوم نہیں کہ جو سنی ہوتے ہوئے اندر سے سادات کا دشمن ہو وہ پورا یزید ہوتا ہے (ہمارے دور کے چند علمائے حق، ص ۱۸۳، از سید محمد امین گیلانی)

ایک تقریر میں ارشاد فرمایا: "حسین جو لوائے حق کو اونچا کر رہا تھا اس کے ساتھ گھر کے بہترین نفوس تھے، جن میں چھ برس کے ہالے بھی تھے۔ حسین نے کہا میں اپنے نانا کی گدی پر اس شخص کو دیکھنا نہیں چاہتا جو اس گدی کی بے حرمتی کا باعث ہو...... نیز فرمایا...... اسلامی تاریخ کا یہ سب سے بڑا سانحہ ہمیں بتاتا ہے کہ اصل چیز حق ہے جو اقلیت میں رہ کر بھی حق ہی رہتا ہے اور باطل اکثریت کی ہمنوائی کے باوجود بھی باطل ہی کہلاتا ہے۔

(نوادرات امیر شریعت ص ۶۱، ۶۲ سید منظور احمد شاہ بخاری)